Open Access
Al-Marjān Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

Reviver of Faith: Khwaja Muhammad Masoom Sirhindi's Thoughts and Beliefs — An Analytical Study in the Context of Monotheism and Prophethood

احیائے دین کے علمبردار: خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ کے افکار و عقائد—توحید و رسالت کے تناظر میں تجزیاتی مطالعہ

Authors Details
1.Muhammad Adnan (Corresponding Author)
Visiting Lecturer, Department of Islamic Studies, Government College University, Faisalabad, Pakistan.
Email: **madnankhursheedi786@gmail.com**

Citation
Adnan, Muhammad."Reviver of Faith: Khwaja Muhammad Masoom Sirhindi's Thoughts and Beliefs — An Analytical Study in the Context of Monotheism and Prophethood."*Al-Marjān Research Journal* 3,no.1, Jan-Mar (2025): 585–594.

Submission Timeline
Received: Jan 10, 2025
Revised: Jan 21, 2025
Accepted: Feb 09, 2025
Published Online: Feb 23, 2025

Publication, Copyright & Licensing

Article QR

Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.
All Rights Reserved © 2023.
This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

INDEX COPERNICUS INTERNATIONAL
ISSN INTERNATIONAL STANDARD SERIAL NUMBER INTERNATIONAL CENTRE
HJRS HEC Journal Recognition System

Reviver of Faith: Khwaja Muhammad Masoom Sirhindi's Thoughts and Beliefs — An Analytical Study in the Context of Monotheism and Prophethood

احیائے دین کے علمبردار: خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ کے افکار و عقائد—توحید و رسالت کے تناظر میں تجزیاتی مطالعہ

محمد عدنان ☆

Abstract

Khwaja Muhammad Masoom Sirhindi (RA), the illustrious son and successor of Imam Rabbani Mujaddid Alf Thani Shaykh Ahmad Sirhindi (RA), played a vital role in continuing the movement for the revival of Islam initiated by his father. While Imam Rabbani (RA) began the intellectual and spiritual struggle against the heresies, corrupt beliefs, and moral decline of his era, Khwaja Masoom (RA) carried this mission to its completion. Following his father's methodology, he dedicated his efforts to reforming rulers, scholars, Sufis, and the general public through personal guidance and an extensive collection of letters (Maktubat). These letters reflect his profound thoughts on creed (aqidah), worship (ibadah), transactions, ethics, adherence to the Sunnah, and Sufi principles, aiming to eradicate false notions and revive authentic Islamic teachings. Among these, his perspectives on Tawheed (Oneness of Allah) and Risalah (Finality and Prophethood of Muhammad ﷺ) stand out as the foundation of his intellectual struggle. This research paper presents an analytical study of Khwaja Masoom's ideas concerning monotheism and prophethood, highlighting his theological clarity, Qur'anic reasoning, and prophetic adherence. The study also explores how his scholarly discourse contributed to religious revival, strengthened Islamic identity, and provided spiritual and moral guidance for the Muslim Ummah. Through his life and works, Khwaja Masoom Sirhindi (RA) emerges as a beacon of orthodoxy, an advocate of pure Tawheed, and a defender of the finality of Prophethood, leaving a lasting legacy in the Islamic intellectual tradition.

Keywords: Khwaja Muhammad Masoom Sirhindi, Tawheed, Risalah, Islamic revival, Maktubat, Imam Rabbani Mujaddid Alf Thani

تعارف موضوع

حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ، امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کے فرزندِ اکبر اور جانشین، برصغیر میں تحریکِ احیائے اسلام کے نمایاں علَم برداروں میں سے ہیں۔ آپ نے اپنے والد ماجدؒ کے مشن کو نہ صرف جاری رکھا بلکہ اسے عملی و فکری لحاظ سے ایک تکمیلی شکل بھی دی۔ جس دور میں آپ نے دعوت و اصلاح کا بیڑا اٹھایا وہ فتنوں، بدعات اور عقائد و اعمال کی بگاڑ کا دور تھا۔ اس وقت کے امراء و سلاطین، علماو صوفیہ اور عوام الناس مختلف فکری انحرافات کا شکار تھے۔ آپ نے اپنے مکاتیب کے ذریعے اصلاحِ عقائد، درست فہمِ عبادات، اتباعِ سنت، اور تزکیۂ نفس کی تعلیمات کو عام کیا۔ خواجہ معصومؒ کے مکاتیب میں توحید و رسالت کی وضاحت اور عبادات کے بارے میں رہنمائی نہایت واضح اور مدلل انداز میں موجود ہے۔ ان کا مقصد صرف یہ تھا کہ لوگوں کو بدعات و خرافات سے پاک کر کے خالص اسلامی عقائد و اعمال کی طرف متوجہ کیا جائے۔ اس مقالے میں آپؒ

☆ وزٹنگ لیکچرر، شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد، پاکستان۔

کے توحید و رسالت اور عبادات سے متعلق افکار کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے تاکہ آپ کی علمی، فکری اور اصلاحی خدمات کو واضح کیا جا سکے اور دورِ حاضر کے لیے ان سے رہنمائی حاصل کی جا سکے۔

ا۔توحید:

توحید کے حوالے حضرت خواجہ معصومؒ نے اپنے مکاتیب میں مختلف انداز سے اس اہم پہلو پر روشنی ڈالی ہے۔ آپؒ نے توحید کے حوالے سے دو اقسام ذکر کی ہیں ان میں سے پہلی توحیدِ عوام ہے اور دوسری توحیدِ خواص ہے۔ توحید عوام کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ توحید عوام سے مراد اللہ رب العزت کی معبود برحق ہونے کا اثبات نعت اور کلمہ طیبہ کی تصدیق کے ساتھ ساتھ کافروں کے باطل معبودوں کی نفی کرنا ہے اور اور اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی غیر کے لیے محبت وانسیت کو ظاہر کرنا اور اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانے کے حوالے سے ان کا انکار و نزاح پایا جاتا ہے۔ اسی طرح نفسِ امارہ جو کہ انسان میں ودیعت ہے کی نفی بھی توحیدی عوام کے ذریعے سے ظاہر ہوتی ہے۔

توحیدِ خواص سے مراد یہ ہے کہ دل ماسوا اللہ کی محبت سے خالی ہو۔ توحیدِ خواص کے درجات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ توحید کا پہلا درجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے پنے دل کو خالص کیا جائے اور اس دل میں ماسوی اللہ کی محبت اور اسی خالق حقیقی کے دید و دانش کے سوا کوئی نہ ہو۔ توحیدِ خواص کا دوسرا درجہ یہ ہے کہ نفس حاضر ہو لیکن اس کا علم زائل ہو تا جائے۔ چونکہ کہ انانیت، ہمسری اور شرکت کے دعوی میں خلل پیدا ہو جاتا ہے اس لئے وہ خود کو ان سے تعبیر نہیں کر سکتا کیونکہ انانیت وخودی کا خاتمہ ہو چکا ہو جاتا ہے تو اس وقت اگر اگر توجہ حضور ہے تو خود بخود ہے کیونکہ جب عارف اپنے رب کو پہچان لیتا ہے تو وہ اس کا کوئی نام و نشان باقی نہیں رہتا۔ 1

محمد صادق پسر نصیر نے ایک مکتوب میں حضرت خواجہ معصومؒ سے عرض کی کہ "لا الہ الا اللہ" کو اس معنی میں بیان کریں کہ کافر لوگ بتوں کو جو اپنا معبود تسلیم کرتے ہیں ان کی نفی کی جائے اور اللہ تعالیٰ کا اثبات کیا جائے اور اگر "لا معبود الا اللہ" کے معنی میں کہا جائے تو پھر محمد رسول اللہ ﷺ کے لئے کہتے ہیں اور "لا الہ" کس لیے کہتے ہیں اس میں بھی اللہ پاک (ثانی) ہو جاتا یہی اسم ذات اللہ کافی ہے۔ اس کے بارے کیا حکمت پوشیدہ ہے؟

اس کا جواب دیتے ہوئے حضرت خواجہ معصومؒ لکھتے ہیں کہ کافر لوگ جو بتوں کو الھہ (بہت سے معبود) کہتے ہیں نہ کہ الہ بمعنی خالق کو واجب الوجود کیونکہ ان میں سے اکثر مشرک فی العبادہ ہیں پس دونوں صورتوں میں نتیجہ ایک ہی ہوا جب تک باطل معبودوں کی نفی نہ کریں حق کے معبود ہونے کا اثبات صورت پذیر نہیں ہوتا اور لا الہ الا اللہ کلمہ توحید ہے اور شریکوں کی نفی کرنے پر موقوف ہے اس لئے پہلے شریکوں کی نفی لازم ہے تاکہ حق تعالیٰ کو وحدانیت کے ساتھ پہچانا جائے۔ پس اس جگہ دوسرے جزو کا لانا نفی کے لیے ہے نا کہ اثبات کے لئے، جب تک ثانی و ثالث اور رابع کو الا ماشاء اللہ نفی نہ کرے واحد کا اثبات کس طرح کرے گا۔ محمد رسول اللہ ﷺ جو کہتے ہیں یہ ان کی معبودیت کے اثبات کے لئے نہیں ہے بلکہ اس لئے ہے تاکہ توحید کی تصدیق کے بعد آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی رسالت کی تصدیق کی جائے کیونکہ ایمان ان دو تصدیقوں پر موقوف ہے۔ یہ جان لینا چاہئے کہ جس طرح ایمان کی صورت آفاقی معبودوں کی نفی پر موقوف ہے جو کہ بت اور کافروں کے سارے معبود ہیں اسی طرح ایمان کی حقیقتِ انفسی معبودوں کی نفی پر موقوف ہے جن کو خواہشات اور ماسوائے حق تعالیٰ کی گرفتاری سے تعبیر کیا جاتا ہے۔[2]

---

1 ۔ Sarhindī, Khwāja Muḥammad Maʿṣūm, *Maktūbāt-i Maʿṣūmiyya* (Karāchī: Soul and Multi Press Ltd., 1971 CE), 1: Maktūb 23.

2 ۔ Sarhindī, Khwāja Muḥammad Maʿṣūm, *Maktūbāt-i Maʿṣūmiyya*, 1: Maktūb 16.

۲۔رسالت

اللہ رب العزت کا یہ ایک عظیم احسان ہے کہ اس نے بنی نوع انسان کی رہنمائی کے لیے وقتاً فوقتاً اپنے پیغمبروں کو مبعوث فرمایا۔اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل و شعور فراہم کیا ہے لیکن بعض مقامات اور بعض پہلوؤں پر انسان کی عقل دنگ رہ جاتی ہے اور وہ ان پہلوؤں کے فہم سے ماوراہو جاتا ہے تو اس کی اس مشکل کو آسانی میں بدلنے کے لیے کے لئے اللہ رب العزت نے اپنے محبوب بندوں میں سے چند انبیاء کرام مبعوث فرمائے تاکہ انسانیت کی فلاح کرتے ہوئے ان کے شکوک و شبہات کو زائل کیا جائے اور اللہ رب العزت کا پیغام ان تک ٹھیک ٹھیک پہنچایا جائے۔جس طرح کلمہ طیبہ میں" لا الہ الا اللہ"سے مراد ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اسی طرح کلمہ طیبہ کے دوسرا جز و یعنی" محمد رسول اللہ" کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔یہ ظاہر کرتا ہے کہ اللہ رب العزت کو معبودِ برحق تسلیم کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے محبوب حضرت محمد ﷺ اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کو رسول مانے بنا ایمان نامکمل ہے۔حضرت خواجہ محمد معصومؒ ایک مکتوب میں کلمہ طیبہ کو مسلمانوں کی بناپر قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ

> **وچوں بنائے مسلمانی بر پنج چیز است یکے شہادت ان لا الہ الااللہ و ان محمد رسول اللہ۔**[3]
>
> "کیونکہ مسلمان کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے جن میں سے ایک ہیں کہ اللہ رب العزت کے سوا کوئی معبود نہیں اور ۲ اس کے بندے اور رسول ہیں۔"

رسول اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ،رسالتِ محمدی ﷺ اور اتباعِ رسول ﷺ جیسے اہم مباحثِ رسالت کو خواجہ معصومؒ نے مکاتیب میں بیان کیے جو درج ذیل ہیں:

۳۔سیرت رسول کریم ﷺ:

حضرت خواجہ محمد معصومؒ نے بھی حضور ﷺ کی سیرت طیبہ کو بڑے حسین پیرائے میں تحریر فرمایا کہ ایک خاتون کی طرف حضرت رسالت خاتمیت ﷺ کی چند عادات شریفہ یعنی نیند،خون نکلوانے،لباس اور اس سے مناسبت رکھنے والے امور کے بارے میں ارشاد فرمایا:

> **خواب آنحضرت بر حد اعتدال و قلت بود آنکه دل مبارکش نمی خو ابید بلکه چشم آنحضرت می خو ابید خون کم کردن آنحضرت ہفدہم ماہ یا نوزدہم ماہ یابست و یکم ماہ بود ہ است و لباس آنحضرت بر چند نوع بوده است، لباس نفیس ہم پوشیده اند یعنی رد نکرده اند وغیر آن ہم پوشیده وجامہ پنبکی بیشتر پوشیده اند و پشمینہ ہم در بر کرده اند، بالجملہ عادت شریف در لباس تکلف نبوده۔ ہر قسم حاضرمی شد قبول میفرمودند۔و روز معین برائے قطع جامہ ثابت نشدہ است۔**[4]
>
> آنحضرت ﷺ کا سونا حد اعتدال پر اور قلیل تھا۔اس کے باوجود آپ کا دل مبارک نہیں سوتا تھا بلکہ آنحضرت کی آنکھ سوتی تھی۔آنحضرت ﷺ کے خون کم کرنے(فصد لیے جانے)کی تاریخ مہینے کی سترہ یا انیس یا اکیس تاریخ تھی اور آنحضرت کا لباس چند قسم کا ہوتا تھا۔نفیس بھی پہنا ہے یعنی رد نہیں فرمایا ہے اور اس کے علاوہ بھی پہنا ہے اور روئی کا سوتی

---

[3]۔ Sarhindī, Khwāja Muḥammad Maʿṣūm, *Maktūbāt-i Maʿṣūmiyya*, 2: Maktūb 11.
[4]۔Sarhindī, Khwāja Muḥammad Maʿṣūm, *Maktūbāt-i Maʿṣūmiyya*, 2: Maktūb 51.

کپڑا اکثر پہنا ہے اور پشمینہ (اونی کپڑا) بھی پہنا ہے۔ مختصر یہ ہے کہ لباس کے بارے میں آپ کی عادت شریفہ تکلف کی نہیں تھی۔ جس قسم کا حاضر ہو جاتا قبول فرما لیتے اور کپڑا کاٹنے کے لئے کسی دن کا معین ہونا ثابت نہیں ہوا ہے۔

آپ ﷺ کی ولادت باسعادت اور وصال شریف کے بارے میں یوں تحریر فرمایا:

وروزولادت و روزوصال خیر البریہ روزدوشنبہ است آخر ایں روزوفات یافتند وآں روزکہ روزسہ شنبہ ایشاں رانگاہ داشتند و منتصف شب چہار شنبہ و در روایۃ اخیر شب ایشاں را مدفون ساختند۔[5]

اور اے خیر البریہ ﷺ کا یوم پیدائش ویوم وفات سوموار ہے۔ اس دن کے آخری حصہ میں وفات پائی اور اس روز جو کہ سہ شنبہ تھا آپ ﷺ کے جسد مبارک کی حفاظت کی گئی اور بدھ کی نصف شب اور ایک روایت میں اخیر شب میں آنحضرت ﷺ کو دفن کیا گیا۔

ایک مکتوب میں اپنے عقیدت مند کو حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک کے حوالے سے مختلف اقوال کو اس انداز میں ذکر فرمایا:

" زسن مبارک حضرت حبیب رب العالمین پرسیدہ بودند۔ بدانند دریں جا چند قول است بقولے بر سر شصت سال فوت کردندو بقولے شصت و سہ ایں قول صحیح ترین اقوال است و بقولے شصت و پنج علماء میان ایں اقوال جمع کردہ اند ہرکہ شصت و سہ سال گفتہ است، سال ولادت و سال وفات را حساب نکردہ است و ہرکہ شصت سال گفتہ است عشرات را شمردہ و کسوررانشمردہ"[6]

آپ نے حضور ﷺ کی عمر مبارک کے بارے میں پوچھا تھا۔ آپ جان لیں کہ اس بارے میں چند قول ہیں۔ ایک قول کے مطابق ساٹھویں سال کے اوائل میں وفات فرمائی اور ایک قول کے مطابق تریسٹھ سال میں اور یہ قول سب اقوال سے زیادہ صحیح ہے اور ایک قول کے مطابق پینسٹھ سال کی عمر میں اور علماء نے اقوال میں اس طرح تطبیق کی ہے کہ جس نے تریسٹھ سال کہا ہے اس نے سال پیدائش اور سال وفات کو حساب میں نہیں لیا اور جس نے پینسٹھ سال کہا اس نے سال ولادت اور سال وفات کو بھی شمار کیا ہے اور جس نے ساٹھ سال کہی ہے اس نے عشرات (دہائیوں) کو شمار کیا ہے اور کسور (اکائیوں) کو شمار نہیں کیا۔

۴۔ حضور نبی کریم ﷺ کی کلی فضیلت:

ایک مکتوب میں نبی کریم ﷺ کی فضیلت کے حوالے سے چند شبہات پیش کرتے ہوئے ان کا ازالہ دلائل وبراہین سے پیش کیا۔

پہلا شبہ" **واتبع ملت ابراهيم حنيفا**[7] "سے پیدا ہوا جس کے جواب میں آپؒ نے لکھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حوالے سے اس آیتِ مبارکہ میں ارشاد فرمایا گیا: "**انی جاعلك للناس اماما**"[8] (اے ابراہیم علیہ السلام بے شک میں تمہیں لوگوں کا امام بنانے والا ہوں) اور دوسری آیت میں فرمایا "**واتبع ملت ابراهيم حنيفا**" اور اس نے ابراہیم کے دین کی پیروی کی جو دین حق پر قائم اور ہر باطل سے جدا تھے۔

---

[5]- Sarhindī, Khwāja Muḥammad Maʿṣūm, *Maktūbāt-i Maʿṣūmiyya*, 2: Maktūb 51.
[6]- Sarhindī, Khwāja Muḥammad Maʿṣūm, *Maktūbāt-i Maʿṣūmiyya*, 2: Maktūb 51.
[7] - Al-Nisā’, 4:125
[8] - Al-Baqara, 2:124.

ان آیات سے تو بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تمام پیغمبروں میں سے افضل ہیں ایک اور مقام پر اِرشاد فرمایا گیا کہ "انی جاعل فی الارض خلیفة"[9] (میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں) اس آیت مبارکہ میں حضرت آدم علیہ سلام کی فضیلت ثابت ہوتی ہے حضرت خواجہ معصومؒ اس اشکال کا ازالہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

> آیت "انی جاعل فی الارض خلیفة" ہیچ اشکال نیست چہ ایں حکم خلافت مرفوع انسان راست خصوصیت بحضرت آدم علیہ السلام ندارد چناچہ جواب ملائکہ بران دلیل ست کہ " اتجعل فیها من یفسد فیها و یسفك الدماء"[10] چہ فساد و فسک دماء در نوع۔۔۔۔۔۔۔الخ۔[11]
>
> آیت کریمہ "انی جاعل فی الارض خلیفة" (بے شک میں زمین میں ایک نائب بنانے والا ہوں) میں کوئی اشکال نہیں اس لئے کہ خلافت کا یہ حکم نوع انسانی کے لیے ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ خصوصیت نہیں رکھتا ہے جیسا کہ ملائکہ کا جواب (کیا آپ اس کو پیدا کریں گے جو زمین میں فساد اور خون ریزی کرے گا) اس پر دلیل ہے کیونکہ فساد اور خونریزی نوع انسان میں ہے نہ کہ آدم علیہ السلام میں اور خلافتِ الٰہیہ کی خصوصیت آدم علیہ السلام کے ساتھ مان لینے کی صورت میں یہ خلافت حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے کے ساتھ خاص ہوگی، نہ کہ دائمی خلافت کہ جس سے اشکال کا تصور پیدا ہو۔ جیسا کہ اللہ رب العزت نے حضرت داؤد علیہ السلام کی شان میں فرمایا "یا داؤد انا جعلناك خليفة في الارض "[12] (اے داؤد ہم نے آپ کو زمین میں خلیفہ یعنی بادشاہ بنایا ہے) اور حضرت مہدی کی شان میں فرمایا: " فان فيها خليفة الله المهدي" (بے شک اللہ تعالیٰ کا خلیفہ مہدی ہے) وارد ہوا ہے۔

اس کے بعد ان آیات سے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نبی کریم ﷺ سے افضل ہونے کا اشکال پیدا ہو رہا ہے اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

> " انی جاعلک للناس اماما" حکم عام و مؤبد ست قال القاضي في تفسيره و امامة عامة اذلهم يبعث بعده الا كان من ذرية مامورا باتباعه" چناچہ درکریمہ "و اتبع ملت ابراهيم حنيفا " دلالت برآں وارد ولیکن این آیات قدح را فضیلت آنسرور علیہ و علی آلہ الصلاۃ والسلام ندارد مفسران گفتہ اند۔۔۔۔۔۔قدء لازم نیست۔[13]

مذکورہ بالا مکتوب میں حضرت خواجہ معصومؒ نے جن اہم نکات کی نشاندہی فرمائی ان کا مختصراً جائزہ درج ذیل ہے:

i. **امامتِ ابراہیم:** امامتِ ابراہیم علیہ السلام کے حوالے سے حضرت خواجہ معصومؒ لکھتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام کی امامت کا حکم عام اور دائمی ہے جیسا کہ قاضی بیضاوی نے لکھا کہ امامت ابراہیم عام اور دائمی ہے اس لیے کہ ان کے بعد کوئی ایسا نبی مبعوث نہ ہوا جو ان کی اولاد میں

---

[9] ۔Al-Baqara, 2:30.
[10] ۔ Al-Baqara, 2:30.
[11] ۔ Sarhindī, Khwāja Muḥammad Maʿṣūm, *Maktūbāt-i Maʿṣūmiyya* (Karāchī: Soul and Multi Press Ltd., 1971 CE), 3: Maktūb 24.
[12] ۔ Ṣād, 38:26.
[13] ۔ Sarhindī, Khwāja Muḥammad Maʿṣūm, *Maktūbāt-i Maʿṣūmiyya* (Karāchī: Soul and Multi Press Ltd., 1971 CE), 1: Maktūb 29.

سے نہ ہو اور ان کی اتباع کا مامور نہ ہوا ہو۔

ii. **اتباع:** اس مکتوب میں آپؒ لکھتے ہیں کہ اس بات سے مراد دعوت و تبلیغ میں پیروی ہے اور چونکہ آپ ﷺ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد مبعوث ہوئے تو اسلوبِ دعوت، نرمی اور انداز و دلائل میں حضرت ابراہیم کے تابع ہوئے اس سے آپ کا مرتبہ کم ہرگز نہیں ہوا۔ جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا

"انا اکرم الاولین والاخرین علی الله"[14]

"میں اللہ کے نزدیک اولین اور آخرین سے زیادہ زیادہ مکرم ہو"

نبی کریم ﷺ کی فضیلت کی وضاحت کے لئے مزید لکھتے ہیں

"است کہ فاضل را امر متابعت -------راچہ فائدو باشند۔"[15]

کبھی فاضل کو فضول کی متابعت کا حکم دیا جاتا ہے جبکہ متابعت سے اس فاضل کی فضیلت کو کچھ نقصان نہیں ہوتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: **وشاورهم في الامر**[16] (اے نبی) اور (مشورہ طلب) کاموں میں ان (اپنے اصحاب) سے مشورہ لیا کرو۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ مشورہ اس لیے لیا جاتا ہے تاکہ اس پر عمل کیا جائے ورنہ مشورے کا فائدہ نہ ہوگا بلکہ حضور نبی کریم ﷺ کا صحابہ سے افضل ہونا ایک مسلمہ امر ہے۔

اسی مکتوب میں جو دوسرا سوال کیا گیا وہ یہ تھا کہ حضرت محمد ﷺ یقینی طور پر سب انبیاء کرام سے افضل ہے تو پھر حدیث مبارکہ **"لا تفضلوني علی یونس ابن متی "**(تم مجھے یونس بن متی پر فضیلت مت دو۔) یہ کس معنی میں ہے؟ اور حدیث **"من قال انا خیر من جونس بن متی فقد کذب"**[17] (جس شخص نے کہا کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہو تو اس نے جھوٹ کہا) کس طرح ہے؟

ان کے اس سوال کے جواب میں حضرت خواجہ معصومؒ نے کی توجیہات بیان فرمائیں جو درج ذیل ہیں:

ممکن ہے کہ اس کا مفہوم اس طرح ہو کہ مجھے ان پر اس طرح فضیلت نہ دو جس سے مفضول میں نقص لازم ہو یا لڑائی جھگڑے کا باعث ہو۔ اس کا مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تمام قسم کے فضائل میں فضیلت نہ دو اگرچہ ہمارے پیغمبر حضرت محمد ﷺ کو کوئی فضیلت حاصل ہے جیسا کہ امام مؤذن سے مطلق طور پر افضل ہے اگرچہ اذان دینے کی فضیلت اس میں نہیں ہے۔ اس کا تیسرا مفہوم یوں بیان کرتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ یہ معنی ہو کہ تم اپنے خواہش اپنی نفسانی خواہشات کی طرف سے فضیلت نہ دو۔ اور ہو سکتا ہے کہ یہ قول تواضع اور کسر نفس کے طور پر فرمایا گیا ہو۔ اس کا مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نفسِ نبوت میں مجھ کو ان پر فضیلت نہ دو جیسا کہ اللہ نے ارشاد فرمایا: **"لا نفرق بین احد من رسله**[18]**"**(ہم اللہ تعالیٰ کے رسولوں میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے)

اس کا ایک مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ ﷺ کا یہ فرمان اپنی افضلیت کا علم ہونے سے پہلے کا ہو، جاننا چاہیے کہ تمام انبیاء علیھم السلام کو اس

---

[14] Al-Dārimī, Abū Muḥammad ʻAbd Allāh ibn ʻAbd al-Raḥmān, *Sunan Dārimī* (Al-Saʻūdiyya: Dār al-Mughnī li al-Nashr wa al-Tawzī‘, 1412 AH), 1: Ḥadīth No: 48.

[15]- Sarhindī, Khwāja Muḥammad Maʿṣūm, *Maktūbāt-i Maʿṣūmiyya*, 1: Maktūb 29.

[16] - Āl ʻImrān, 3:159.

[17] Al-Ḥanafī, Abū Bakr Muḥammad ibn Abī Isḥāq, *Baḥr al-Fawā'id* (Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʻIlmiyya, 1420 AH), 1: Ḥadīth No: 308.

'- Al-Baqara, 2:285.

عمل میں شرکت حاصل ہے اس کے باوجود حضرت یونس علیہ السلام کی حضرت یونس علیہ السلام سے خطا واقع ہو گئی تھی اس وجہ سے یہ ان کے نقص کے توہم مقام ہوا اس وہم کو دور کرنے کے لیے ان کی تخصیص اس حکم میں فرمائی کہ: "التائب من الذنب کمن لا ذنب له" (گناہ سے توبہ کرنے والا شخص اس شخص کی مانند ہے جس کے ذمے کوئی گناہ نہ ہو) اور فرمایا: "اولئك يبدل الله سيئاتهم حسنات[19]" (یہ وہ لوگ ہیں جن کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں کے ساتھ بدل دیتا ہے) کے مصداق اس خطا کے باعث ان کے اور ان کی نبوت کے بارے میں کوئی نقص پیدا نہیں ہوا۔

ایک مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اسی اعتبار سے فرمایا ہو کہ جس نے یہ کہا کہ میں حضور سیدی یونس بن متی سے بہتر ہو تو اس نے جھوٹ کہا یعنی جس نے یونس علیہ السلام کی خطا کے پیش نظر اپنے آپ کو ان پر فضیلت دی اور اپنے آپ کو خطا اور گناہوں سے پاک تصور کیا پس تحقیق اس نے جھوٹ بولا۔ اللہ رب العزت ان کی شان میں فرماتا ہے۔

"فنادى في الظلمات ان لا اله الا انت سبحانك اني كنت من الظالمين فاستجبنا له ونجيناه من الغم وكذلك ننجي المؤمنين"[20]

پس انہوں نے اندھیروں میں اللہ تعالی کو پکارا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے بیشک میں قصوروار ہوں پس ہم نے ان کی دعا قبول کی اور ہم نے ان کو اس غم سے نجات دی اور ہم اسی طرح ایمان والوں کو نجات دیا کرتے ہیں.

ایک اور مقام پر اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا

"فاجتبه ربه فجعله من الصالحين[21]".

پھر ان کے رب نے ان کو برگزیدہ کر لیا اور ان کو صالحین میں سے کر دیا۔

۵۔ اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

ایک مکتوب میں حضرت خواجہ معصومؒ، شیخ مظفر برہان پوری کو اتباعِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نصیحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "سنت کی اتباع میں جان و دل کے ساتھ کوشش کریں، جزوی و کلی (امور) اور عادات و عبادات میں سرورِ کونین حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ مشابہت پیدا کرنے والے محبوب اور اس کی پیروی کرنے والے بہت پسندیدہ ہوتے ہیں جیسا کے اس آیت کریمہ میں ارشاد ہے۔

قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله[22]

"آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا" یہ آیت مبارکہ اس اس کی شاہد ہے۔

ایک اور مکتوب میں آپؒ جب آپ اہل بدعت کی صحبت اختیار کرنے سے بچنے کی ترغیب دیتے ہیں تو ساتھ ہی ساتھ انہیں اس بات کی طرف متوجہ کرتے ہیں کہ نجات صرف سنت کی پیروی میں ہی مضمر ہے۔ ایک یہ کہ جو شخص ہی طریقوں پر عمل درآمد نہیں کرتا اور سنت کے زیور سے آراستہ نہیں تو اس کو اپنی مجلس میں بھی نہ آنے دیا جائے اس حوالے سے آپ ایک آیت مبارکہ نقل کرتے ہیں۔

وما اتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا و اتقوا الله.[23]

---

[19] - Al-Furqān, 25:70.
[20] -Al-Anbiyā’, 21:87.
[21] - Al-Qalam, 68:50.
[22] -Āl ‘Imrān, 3:31.

رسول ﷺ جو کچھ تمہیں دیں تم اس کو لے لو اور جس چیز سے منع کریں اس سے باز رہو اور اللہ تعالی سے ڈرتے رہو۔

سید نور بحر کو بھی ایک مکتوب میں سنت کی پیروی کی طرف راغب کرتے ہوئے لکھا کہ سنت کی پیروی کی کوشش کرتے رہیں اور بدعت و اہلِ بدعت سے دور رہیں اور صالحین، درویشوں اور پابندِ شرع لوگوں کی صحبت کی طرف راغب رہیں اور جس جگہ خلاف شرع امر دیکھیں اس سے گریز کریں۔ یہی نصیحت آپؒ نے الفاظ کے قدرے فرق کے ساتھ شیخ محمد اللہ رکھا سرہندی کے نام ایک مکتوب میں کی۔[24]

ایک دوسرے مکتوب میں آپؒ لکھتے ہیں کہ کام کا مدار شریعت کے اتباع پر ہے اور نجات کا معاملہ حضور نبی کریم ﷺ کے نقش قدم پر چلنے سے وابستہ ہے۔ حق و باطل میں صحیح فرق کرنے والی چیز یہی حضور اکرم ﷺ کا اتباع ہے، زہد و توکل اور دنیا سے قطع تعلق حضور نبی کریم ﷺ کی پیروی کے بغیر ممکن نہیں اور اذکار و افکار، اشواق و اذواق حضور سرورِ کونین حضرت محمد ﷺ کے توسل کے بغیر بے نتیجہ ہیں۔

اس حوالے سے آپؒ حضرت جنید بغدادی کا ایک قول نقل کرتے ہیں:

> "اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے سب طریقے بند کر دیے گئے ہیں سوائے اس شخص کے طریقے کی جو تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلے اور نیز فرمایا جس شخص نے قرآن مجید حفظ کیا ہو اور نہ حدیث لکھی ہو اس کام میں اس کی پیروی نہیں کی جائے گی کیونکہ ہمارا علم کتاب و سنت کا پابند ہے"

آپؒ لکھتے ہیں کہ آدابِ نبوی ﷺ میں سستی کرنے والے اور سننِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ترک کرنے والے کو ہرگز عارف خیال نہ کریں اور اس کے ترکِ دنیا، قطع تعلق اور خوارقِ عادات پر فریفتہ نہ ہوں اور اس کے زہد و توکل اور معرفت توحیدی کے شیدائی نہ بنیں کیونکہ باطل فرقے مثلاً یہود و نصاریٰ اور جوگی اور برہمن ان امور میں حقانی فرقوں کے ساتھ شرکت رکھتے ہیں۔

اسی طرح خواجہ معصومؒ، سیدنا الشیخ علی بن بکر کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس بات کو حق جان لو اور سچ سمجھ لو کہ ہر انسان کا حسن و کمال تمام امور میں بلحاظ ظاہر و باطن، اصول و فروع، عقل و فعل، عادت و عبادت، اخلاق و اطوار حضور سیدِ عالم ﷺ کے کامل اتباع میں ہے کیونکہ تمام سعادتیں سنت مصطفیٰ ﷺ کے اتباع یعنی اخلاص کو ملحوظ رکھتے ہوئے اور امر کے بجالانے اور خوف کو ملحوظ رکھتے ہوئے منہیات کو برا جاننے (یعنی ان سے بچنے) میں ہے بلکہ اپنے تمام افعال و اطوار اور حرکات و سکنات میں حضور سرورِ عالم ﷺ کے نقشِ قدم پر چلنے میں ہے یہاں تک کہ نفس کو شریعت کی لگام دی جائے اور حقیقت کے حقائق جلوہ نما ہوں اور یہ بات اس کے بغیر حاصل نہیں ہوتی کہ بری عادتوں سے سنت کے قانون کے مطابق قلب کی صفائی کی جائے اور ذکر و تلاوت اور معرفت اور اچھے اخلاق کے ساتھ اس قلب کو منور کیا جائے اور اس میں اس طرح اعتدال پیدا کیا جائے کہ اعضاء کی تمام حرکات اعتدال کے طریقہ پر جاری ہوں یہاں تک کہ اس میں ان امور کے ساتھ اعتدال کی ہیئت پیدا ہو جائے اور وہ حقائق کو قبول کرنے کے لئے تیار ہو جائے اور عنایتِ الٰہی کی ہوا کے جھونکوں کی صلاحیت پیدا کر لے جو احسن طریق کے سلوک کے لیے مخصوص ہیں۔[25]

---

[23] ۔ Al-Ḥashr, 59:7.

[24] ۔Sarhindī, Khwāja Muḥammad Maʿṣūm, *Maktūbāt-i Maʿṣūmiyya* (Karāchī: Soul and Multi Press Ltd., 1971 CE), 2: Maktūb 90; 3: Maktūb 104.

[25] ۔Sarhindī, Khwāja Muḥammad Maʿṣūm, *Maktūbāt-i Maʿṣūmiyya* (Karāchī: Soul and Multi Press Ltd., 1971 CE), 2: Maktūb 110.

درج بالا تحریرات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خواجہ محمد معصومؒ نے عقائد اسلام اور بالخصوص توحید و رسالت کے حوالے سے اشکالات کو دور کیا۔ نبوتِ محمدی ﷺ کی اتباع، اللہ تبارک و تعالیٰ کی وحدانیت اور رویتِ باری تعالیٰ کے حوالے سے تمام باطل نظریات کا خاتمہ کیا۔

خلاصہ بحث

حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ نے اپنے والد امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کی تحریکِ احیائے دین کو فکری و عملی تکمیل تک پہنچایا۔ آپ کے مکاتیب میں توحید و رسالت کے بیان میں نہ صرف عقلی و نقلی دلائل ملتے ہیں بلکہ عملی زندگی میں ان کے نفاذ کی ترغیب بھی نظر آتی ہے۔ عبادات سے متعلق آپ کی رہنمائی کتاب و سنت کے عین مطابق اور تصوف کے پاکیزہ اصولوں پر مبنی تھی۔ آپ نے عوام و خواص دونوں کو بدعات، خرافات اور غیر شرعی نظریات سے بچانے کی کوشش کی اور دین کی اصل روح کو اجاگر کیا۔ یہ مطالعہ ظاہر کرتا ہے کہ خواجہ معصومؒ کی دعوت و اصلاح کا مرکز خالص عقیدۂ توحید، رسالتِ محمدی ﷺ پر ایمان، اور عبادات کی صحیح ادائیگی تھا۔ آپ کی علمی و فکری وراثت آج بھی امتِ مسلمہ کے لیے رہنمائی کا روشن مینار ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

***Bibliography* / کتابیات**

* Kanbūh, Muḥammad Ṣāliḥ. *Shāhjahān Nāmah*. Translated by Nāẓir Ḥusayn Zaydī. Lahore: Urdu Board, 1971.
* Al-Ḥanafī, Abū Bakr Muḥammad ibn Abī Isḥāq. *Baḥr al-Fawā'id*. Bayrūt: Dār al-Kutub al-'Ilmiyya, 1420 AH.
* Al-Dārimī, Abū Muḥammad 'Abd Allāh ibn 'Abd al-Raḥmān. *Sunan Dārimī*. Al-Sa'ūdiyya: Dār al-Mughnī li al-Nashr wa al-Tawzī', 1412 AH.
* Sarhindī, Khwāja Muḥammad Maʿṣūm. *Maktūbāt-i Maʿṣūmiyya*. Karāchī: Soul and Multi Press Ltd., 1971 CE.